امیر المؤمنین فی الحدیث

امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ

تحریر: عبدالرشید عراقی، سوہدرہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے (۱۰۸۰) اساتذہ سے استفادہ کیا اور یہ سب اساتذہ محدث تھے۔ امام صاحب کا سن ولادت ۱۹۴ھ اور سن وفات ۲۵۶ھ ہے۔ ذیل میں آپ کے ۲۵ مشہور اساتذہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ عبداللہ بن محمد مسندی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔ بخارا کے رہنے والے تھے، بڑے پایہ کے حافظ حدیث تھے۔ مسند احادیث سے وابستگی کی بناپر ''مسندی'' کے لقب سے مشہور ہوئے، ان کے اساتذہ میں فضیل بن عیاض کا نام بھی آتا ہے۔ ارباب سیر نے ان کے ثقہ وثابت ہونے کی توثیق کی ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: ''یہ اپنے زمانے میں ماوراء النہر کے علاقہ بلد نزارع میں حدیث کے امام تھے اور امام بخاری کے استاد تھے۔'' ذی قعدہ سن ۲۲۹ھ میں رحلت فرمائی۔

۲۔ خالد بن مخلد کوفی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوالہیثم تھی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ نامور حافظ محدث تھے۔ ان کے تلامذہ میں ائمہ صحاح ستہ میں امام ابوداؤدؒ کے سوا باقی پانچوں ائمہ صحاح (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ یہ صدوق ہیں، غریب اور منکر روایتیں بیان کرتے تھے، تاہم ابن معین فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے۔ سن ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔

۳۔ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوالسکن تھی۔ سن ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ علمی اعتبار سے وہ اکابر اتباع تابعین میں شمار کیے جاتے تھے، حافظ ذہبی ان کو الحافظ الامام اور شیخ خراسان کہتے ہیں۔ ان کے ثقہ وثابت

ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی جامع صحیح بخاری میں ان کی متعدد روایات کی تخریج کی ہے۔علمائے اسلام نے ان کے حفظ وضبط اور عدالت وثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ابن سعد فرماتے ہیں: (**كان ثقة ...... و كان ثبت في الحديث**) علم کے ساتھ عمل میں بھی ان کو نمایاں مقام تھا۔سن ۲۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔

۴۔قبیصہ بن عقبہ رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوعامر تھی۔کوفہ کے رہنے والے تھے۔ان کی ولادت سن ۱۳۸ھ یا سن ۱۴۰ھ میں ہوئی۔علمی کمالات کے اعتبار سے ممتاز اتباع تابعین کی جماعت میں داخل تھے۔علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ: ''امام قبیصہ بن عقبہ زہد وورع، حفظ وضبط، عدالت وثقاہت، امانت ودیانت، ریاضت وعبادت اور اس کے ساتھ ذکاوت وفطانت جیسے تمام اوصاف سے متصف تھے۔حدیث میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا۔''

امام احمد فرماتے تھے کہ: ''کون سا علم ہے کہ جو قبیصہ کے پاس نہیں ہے۔'' حافظ ذہبی نے **الحافظ الثقة المكثر** اور ابن عماد حنبلی نے **العابد الثقة أحد الحفاظ** لکھ کر ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے۔امام بخاری اور امام ابوزرعہ جیسے اعیان حفاظ حدیث ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔سن ۲۱۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

۵۔عبدالاعلیٰ بن مسہر رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابومسہر اور لقب ابن ابی دارمہ تھا۔سن ۱۴۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، ان کا شمار اپنے زمانے کے منتخب علماء میں تھا۔تمام علوم وفنون میں جامع الکمالات تھے۔ارباب سیر نے ان کے صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں: (**كان أعلم الناس بالمغازي و أيام الناس**) ''وہ مغازی اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے۔''

حافظ ذہبی نے ان کو ''**شيخ أهل الشام و عالمهم**'' اور ابن عماد حنبلی نے ان کو ''**عالم أهل الشام**'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ان کے ثقہ وثابت ہونے پر بھی ائمہ حدیث اور تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں متعدد ائمہ حدیث کے اقوال نقل کئے ہیں۔

فتنہ خلق قرآن کی آزمائش سے بھی دوچار ہوئے اور اس میں ثابت قدم رہے۔حافظ ابن حجر نے ابوداؤد کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ابومسہر نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار آخر تک نہیں کیا اور ان کی استقامت کو دیکھ کر وہیں قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔سن ۲۱۸ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

۶۔عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوبکر تھی۔خالص عربی النسل تھے۔مکہ مکرمہ میں پیدا

ہوئے اور مکہ ہی کی خاک کے پیوند بنے۔ان کا شمار نامور اہل علم اتباع تابعین میں ہوتا ہے۔علمائے اسلام نے ان کے علم وفضل اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے،ان کے اساتذہ میں امام شافعی، فضیل بن عیاض اور سفیان بن عیینہ جیسے فخر زمانہ ائمہ کے نام ملتے ہیں۔ان کی قوت حافظہ اور ثقاہت مسلم ہے۔ارباب سیر نے ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ فقہ وافتاء میں بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا۔امام بخاری حدیث کی طرح فقہ میں بھی ان کے شاگرد تھے۔زہد وورع اور تقویٰ وطہارت میں بھی ممتاز تھے۔اتباع سنت کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ابن حبان نے ان کو صاحب سنت بتایا ہے۔عقیدہ وعمل کے لحاظ سے وہ محدثین اور علمائے سلف کے مسلک پر عامل تھے۔امام حمیدی صاحب تصانیف تھے۔مسند حمیدی اور رسالہ اصول السنہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔سن ۲۱۹ھ میں مکہ مکرمہ میں انتقال کیا۔

۷۔ابونعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ: کوفہ کے رہنے والے تھے،ان کا سن ولادت ۱۲۹ ہے،علم وعمل،حق گوئی وبیباکی اور زہد واتقاء کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔امام بخاری جیسے عبقری وقت ان کے تلمذ پر تاحیات فخر ومسرت محسوس کرتے رہے۔حافظ ذہبی انہیں الحافظ محدث الکوفہ لکھتے ہیں۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

ابونعیم حدیث کے بہت باخبر واقف کار تھے۔ان کے ثقہ وثابت ہونے پر ارباب سیر اور ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔علامہ ابن سعد فرماتے ہیں کہ،ابونعیم ثقہ،مامون،کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

حافظ ذہبی نے احمد بن صالح کا یہ قول تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے:**مارأیت محدثًا أصدق من أبی نعیم** میں نے ابونعیم سے زیادہ سچا کوئی محدث نہیں دیکھا۔شعبان سن ۲۱۹ھ میں کوفہ میں رحلت فرمائی۔

۸۔آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابو الحسن تھی۔سن ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔مرو (خراسان) کے رہنے والے تھے لیکن ان کی نشو ونما بغداد میں ہوئی۔ان کا شمار امام شعبہ بن حجاج کے خاص تلامذہ میں ہوتا تھا۔ان کے علم وفضل،حفظ وضبط،عدالت وثقاہت،امانت ودیانت،ذکاوت وفطانت، عبادت وریاضت،تقویٰ وطہارت،زہد وورع اور حسن اخلاق وپاکیزگی پر ارباب سیر،ائمہ حدیث اور تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔حافظ ذہبی انہیں **المحدث الامام الزاهد** کہتے ہیں۔خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ آدم بن ابی ایاس اتباع سنت میں شدت کیلئے مشہور ہیں۔

سن ۲۲۰ھ میں معتصم باللہ عباسی کے دور حکومت میں ۸۸ سال کی عمر میں عسقلان میں وفات پائی۔

۹۔ابوالیمان حکم بن نافع رحمہ اللہ: حمص (شام) کے رہنے والے تھے،ان کا شمار چوٹی کے ائمہ حدیث میں ہوتا تھا۔علمائے اسلام نے ان کے ثقہ وثابت ہونے کی توثیق کی ہے۔مامون الرشید نے ان کو ایک دفعہ حمص کے منصب قضاء پر فائز کرنے کیلئے طلب کیا تھا۔امام بخاری اور امام یحییٰ بن معین جیسے اساطین فن ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔سن ۱۳۸ھ میں ولادت ہے اور سن ۲۲۱ھ وفات ہے۔

۱۰۔عبداللہ بن صالح مصری رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوصالح تھی،مصر کے بلند پایہ محدث تھے،آپ امام لیث بن سعد کی جائیداد کے ناظم تھے اور ان کے خاص تلمیذ بھی تھے۔بقول امام یحییٰ بن معین امام لیث بن سعد سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔امام بخاری کے علاوہ امام ابوحاتم اور امام یحییٰ بن معین جیسے ائمہ حدیث ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔سن ۱۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور سن ۲۲۳ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

۱۱۔سعید بن ابی مریم بصری رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابومحمد تھی،بصرہ کے رہنے والے تھے۔مشہور حافظ حدیث اور نامور محدث تھے۔ارباب سیر نے ان کے ثقہ وثابت ہونے کی توثیق کی ہے۔امام ابوداوؒد لکھتے ہیں: امام سعید بن ابی مریم حجت تھے۔حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔سن ۱۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور سن ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

۱۲۔محمد بن سلام بیکندی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ممتاز محدث،نامور عالم اور امام بخاری کے استاد تھے۔ان کے حفظ وضبط اور عدالت وثقاہت پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں: خراسان میں علم کے دو خزانے موجود ہیں۔ایک اسحاق بن راہویہ اور دوسرے محمد بن سلام بیکندی۔صفر سن ۲۲۵ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۱۳۔مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوالحسن،نام عبدالملک اور مسدد لقب تھا۔بصرہ کے رہنے والے تھے۔ان کا شمار اپنے زمانہ کے اکابر ائمہ حدیث میں ہوتا تھا۔ان کا حافظہ بہت قوی تھا۔ان کی عدالت وثقاہت پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔امام یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ اور مأمون بتایا ہے۔رمضان المبارک سن ۲۲۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۴۔ نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتے تھے، طلب حدیث کیلئے آپ کئی شہروں میں تشریف لے گئے۔ مورخین نے لکھا ہے: عراق اور حجاز میں بڑے انہماک سے تحصیل حدیث کی۔ عراق اور حجاز میں کافی مدت ان کا قیام رہا پھر مصر تشریف لے گئے اور مصر میں ان کا قیام ۴۰ سال تک رہا۔ ان کے حفظ وضبط اور عدالت وثقاہت پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔ حدیث میں صاحب کمال ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ اور علم الفرائض میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اتباع سنت میں بڑے متشدد تھے۔ اہل بدعت سے سخت نفرت کرتے تھے، فتنہ خلق قرآن کو تسلیم نہ کرنے میں اسیر زنداں بھی رہے، سن ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔

۱۵۔ یحییٰ بن بکیر مصری رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابو زکریا تھی۔ مصر کے قابل اعتماد اور نامور محدث تھے۔ ان کے اساتذہ اور امام مالک اور امام لیث بن سعد کے نام ملتے ہیں۔ آپ کی عدالت وثقاہت پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں: یحییٰ بن بکیر صداقت وامانت کے ساتھ علم کا خزانہ تھے۔ آپ نے صفر ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔

۱۶۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ: سن ۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے، بغداد کے قریب قریہ نقیا ان کا وطن تھا، انہوں نے اپنے دور کے نامور اساتذہ فن سے استفادہ کیا۔ امام عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، وکیع بن الجراح، عبد الرحمان بن حمیدی، سفیان بن عیینہ وغیرہ ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ امام یحییٰ بن معین فن جرح وتعدیل کے امام تھے۔ آپ نے صحیح اور عدم صحیح روایتوں کی تمیز اور رواۃ حدیث کی سیرت وکردار کے معلوم کرنے میں پوری ذہنی و علمی قوت صرف کر دی تھی۔ ان کے علم وفضل اور حدیث میں صاحب کمال ہونے کی ائمہ فن نے توثیق کی ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جو روایت یحییٰ بن معین کو معلوم نہ ہو اس کی صحت مشکوک ہے۔ سن ۲۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ ان کو سب سے بڑی سعادت یہ نصیب ہوئی کہ آپ کا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک اٹھایا گیا تھا۔ جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہ جملہ تھا: ''یہ اس شخص کا جنازہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کذب بیانی سے بچاتا تھا۔''

آپ بقیع الغرقد کے قبرستان میں جہاں ہزاروں گنج ہائے گراں مایہ مدفون ہیں سپرد خاک کئے گئے۔

۱۷۔ علی بن مدینی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابو الحسن تھی۔ سن ۱۶۱ھ میں بصرہ میں ان کی ولادت ہوئی، یہیں ان کی نشوونما ہوئی۔ علم حدیث کی تحصیل کیلئے کئی ممالک اسلامیہ میں تشریف لے گئے۔ مکہ، مدینہ، بغداد اور کوفہ کا

سفر کیا اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا۔ یمن بھی گئے اور یمن میں ان کا قیام تین سال رہا، ان کے اساتذہ میں نامور ائمہ حدیث سفیان بن عیینہ، عبدالرحمان بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان اور ابوداؤد عباسی شامل ہیں۔ ان کے علم وفضل اور تبحر علمی کا اعتراف ان کے معاصرین اور اساتذہ نے کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ابوحاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''علی بن مدینی معرفت حدیث وعمل میں ایک علامت ونشان تھے۔

امام احمد بن حنبل نے بھی معرفت حدیث وعمل میں ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ اخلاق وعادات میں اسلام کا نمونہ تھے۔ سنت نبوی ﷺ کے شیدائی تھے، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: علی بن مدینی جب بغداد آجاتے تو سنت کا چرچا ہوتا تھا اور جب وہ بصرہ چلے جاتے تو شیعیت زور پکڑ جاتی۔ امام نووی نے ان کو صاحب تصنیف بتایا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے دوسو کے قریب تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ امام علی بن مدینی فتنہ خلق قرآن کی آزمائش سے بھی دوچار ہوئے، سن ۲۳۴ھ میں راہئ ملک عدم ہوئے۔

۱۸۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کوفی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، کوفہ کے رہنے والے تھے، بلند پایہ عالم اور پختہ کار حافظ حدیث تھے۔ اصحاب صحاح ستہ میں بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور ابوداؤد ان کے تلامذہ میں شامل ہیں، ان کے ثقہ اور مامون ہونے کی اصحاب سیر نے توثیق کی ہے اور انہیں ثقہ اور حجت کہا ہے۔ احمد بن صالح کا قول ہے کہ میں نے عراق میں احمد بن حنبل اور ابن نمیر جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ سن ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔

۱۹۔ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ: ان کا نام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ہے۔ ابوبکر کنیت تھی۔ سن ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے، ان کا وطن واسط تھا۔ ان کے اساتذہ میں ان کے دور کے نامور ائمہ حدیث شامل ہیں اور ائمہ صحاح میں امام بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابوداؤد ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں امام ابوزرعہ اور امام بقی بن مخلد کو بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ علوم اسلامیہ میں صاحب کمال اور حدیث میں ان کے تبحر علمی اور جامعیت کا اعتراف ان کے ہمعصر علماء نے کیا ہے۔ امام ابوعبیدہ قاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ علم صرف چار آدمیوں پر تمام ہوگیا، ابوبکر ابن ابی شیبہ حسن ادا، خوش سلیقگی اور حفظ مذاکرہ میں، احمد بن حنبل فقہ ومعرفت حدیث میں، یحییٰ بن معین جامعیت وکثرتِ روایت میں، علی بن مدینی حدیث کے مخارج وعدل سے واقفیت میں یکتائے روزگار تھے۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ باکمال مصنف تھے، ان کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ بڑی بے نظیر کتاب ہے، امام صاحب نے محرم سن ۲۳۵ھ میں رحلت فرمائی۔

۲۰۔ابراہیم بن المنذر اسدی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابواسحاق تھی۔مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے، بڑے قابلِ اعتماد محدث تھے،علمائے اسلام نے ان کے ثقہ وثابت ہونے کی توثیق کی ہے۔امام ابوحاتم نے ان کو صدوق بتایا ہے۔محرم سن ۲۴۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۲۱۔اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابویعقوب تھی۔نام اسحاق بن ابراہیم ہے۔راہویہ ان کا لقب تھا۔سن ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔خراسان ان کا وطن تھا۔ان کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔طلبِ حدیث کیلئے بیشتر اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ان کے علم وفضل اورفن حدیث میں صاحب کمال ہونے کا ائمہ حدیث اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے۔حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: امام اسحاق سے زیادہ قوی یادداشت والا کوئی آدمی نہیں دیکھا گیا۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں: قوت حفظ کے ساتھ ساتھ ان کے حدیث ضبط کرنے اور غلطیوں سے محفوظ رہنے پر تعجب ہوتا ہے۔حفاظت اوراشاعت حدیث میں ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں۔حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ امام اسحاق بن راہویہ نے سنتوں کا دفاع اورمخالفین حدیث کا قلع قمع کیا۔

امام صاحب جس طرح حدیث میں باکمال تھے اسی طرح فقہ میں بھی ان کو خاص درک حاصل تھا۔حافظ ابن کثیر نے ان کو **أحد المجتهدين من الأنام** لکھا ہے۔امام اسحاق بن راہویہ خود صاحب مذہب مجتہد تھے۔اس لئے چاروں مشہور اجتہادی مذاہب میں وہ کسی مذہب سے وابستہ نہ تھے۔امام صاحب نے شعبان سن ۲۲۸ھ میں انتقال کیا۔

۲۲۔قتیبہ بن سعید ثقفی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابورجاء تھی۔بلخ کے رہنے والے تھے۔سن ۱۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ان کے اساتذہ میں امام مالک اورامام لیث بن سعد بھی شامل ہیں۔تلامذہ میں ائمہ صحاح ستہ میں صرف امام ابن ماجہ ان کے شاگرد نہیں ہیں۔ان کے علم وفضل اورحدیث میں صاحب کمال ہونے کا علمائے اسلام نے اعتراف کیا ہے۔حافظ ذہبی نے ان کو **الشيخ الحافظ محدث خراسان** لکھا ہے۔ابن عماد حنبلی فرماتے ہیں: **اليه المنتهى فى الثقة،** ثقاہت میں ان کا آخری درجہ تھا۔خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ جب امام قتیبہ بن سعید بغداد تشریف لائے تو امام احمد بن حنبل اورامام یحیٰ بن معین جیسے ائمہ روزگار نے ان کی خدمت میں حاضر ہوکر حدیث کا درس لیا۔امام صاحب نے سن ۲۴۰ھ میں اپنے وطن میں سفر آخرت اختیار کیا۔

۲۳۔احمد بن حنبل رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔خالص عربی النسل اور قبیلہ شیبان سے تعلق رکھتے تھے۔سن ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم علمائے بغداد سے حاصل کی۔بعدازاں آپ نے تحصیل حدیث کیلئے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین کرام سے استفادہ کیا۔ سن ۱۸۷ھ میں حجاز کا سفر کیا اور امام شافعی سے فقہ میں تحصیل کی۔امام شافعی ان کے بڑے معترف اور قدردان تھے۔جب امام شافعی بغداد تشریف لائے تو امام احمد نے ان سے ملاقات کی اور جب تک امام شافعی کا قیام بغداد میں رہا ان سے اکتساب فیض کرتے رہے۔جب امام شافعی بغداد سے روانہ ہونے لگے، تو آپ نے فرمایا:

خرجت من بغداد وما خلفت بها أتقى ولا أفقه من أحمد بن حنبل۔ ''میں بغداد چھوڑ کر جارہا ہوں، اس حالت میں کہ وہاں احمد بن حنبل سے بڑھ کر نہ کوئی متقی ہے نہ کوئی فقیہ۔''

تقویٰ وطہارت، زہد وتوکل اور تواضع ومسکنت میں امام احمد بن حنبل کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔آپ نے چار خلفاء مامون الرشید، معتصم، واثق اور متوکل کا زمانہ پایا لیکن کسی خلیفہ کا عطیہ قبول نہیں کیا۔مسئلہ خلق قرآن میں ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے تمام عالم اسلام ان کی شہرت سے معمور تھا اور ہر طرف ان کی تعریف اور دعا کا غلغلہ تھا۔اتباع سنت میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔۴۰ سال کی عمر میں آپ نے حدیث کا درس دینا شروع کیا۔یہ بھی ان کا کمال اتباع سنت تھا کہ انہوں نے عمر کے چالیس ویں سال جو سن نبوت ہے علوم نبوت کی اشاعت شروع کی۔تصنیف میں ان کی مسند مشہور کتاب ہے جس میں ۴۰ ہزار احادیث درج ہیں۔امام صاحب نے ۷۷ برس کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول سن ۲۴۱ھ کو بغداد میں وفات پائی۔جنازہ میں ۸ لاکھ مرد اور ۶۰ ہزار عورتیں شامل تھیں۔

۲۴۔محمد بن یحییٰ عدنی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ان کا اصل وطن عدن تھا لیکن مستقل بود وباش مکہ مکرمہ میں اختیار کر لی تھی۔اپنے زمانے کے نامور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔امام سفیان بن عیینہ کے خاص تلامذہ میں تھے۔ان کی عظمت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مؤلفین صحاح میں امام مسلم، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے بلاواسطہ اور امام نسائی نے بالواسطہ روایتیں کی ہیں۔امام بخاری نے بھی ان سے ایک حدیث تعلیقاً بیان کی ہے۔

امام عدنی کے ثقہ وثابت ہونے پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے اور ان کے علم وفضل اور علمی تبحر کا اعتراف کیا

ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ علمائے طبقات کا بیان ہے کہ امام محمد بن یحییٰ عدنی اپنے زمانہ میں شیخ الحرم تھے۔ علم و فضل کے بڑے عابد اور زاہد، صالح اور متدین تھے، ان کا خود بیان ہے کہ حج بیت اللہ سے ۷۷ مرتبہ مشرف ہونے کی سعادت میسر آئی اور ۷۰ مرتبہ میں نے پیدل چل کر حج کیا تھا۔ ذوالحجہ سن ۲۴۳ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

۲۵۔ عبداللہ دارمی سمرقندی رحمہ اللہ: ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ اسم گرامی عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے۔ سن ۱۸۱ھ میں خراسان کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ اسی سال خراسان کے مشہور محدث امام عبداللہ بن مبارک کا انتقال ہوا۔ امام دارمی نے اپنے دور کے جن نامور ائمہ کرام اور علمائے اسلام سے علوم اسلامیہ میں تحصیل کی، خطیب بغدادی نے اس کی فہرست اپنی کتاب تاریخ بغداد میں درج کی ہے۔ ان کے تلامذہ میں بڑے بڑے نامور محدثین اور ائمہ فن شامل ہیں۔ امام ابن ماجہ کے سوا دوسرے تمام ائمہ صحاح کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ امام دارمی نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق طلب حدیث کیلئے شام، بغداد، مصر، عراق، خراسان اور مکہ و مدینہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور ائمہ حدیث سے استفادہ کیا۔ ان کے حفظ وضبط، عدالت وثقاہت، امانت و دیانت، ذکاوت و فطانت، فہم وبصیرت، تقویٰ وطہارت، زہد وورع اور حسن لطافت کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ امام دارمی سب سے زیادہ ثقہ تھے، خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ دارمی ثقہ و ثابت تھے اور ان کا شمار ان علمائے اسلام میں ہوتا ہے جو احادیث کے حفظ وضبط کیلئے مشہور ہیں۔ امام نسائی نے بھی ان کو ثقہ و مامون بتایا ہے۔ احادیث کی معرفت وتمیز میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ امام دارمی کو دوسرے علوم اسلامی میں بھی مکمل دستگاہ حاصل تھی، فقہ وتفسیر میں بھی ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ حافظ ابن حجر نے ان کو باکمال مفسر اور صاحب علم فقیہ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام دارمی کو حکمت، دانائی اور تحمل وفراست سے خاص طور پر بہرہ ور کیا تھا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

وكان غاية العقل و نهاية الفضل ''وہ نہایت عاقل اور فاضل شخص تھے۔''

امام دارمی علم وعمل دونوں کے جامع تھے۔ زہد وورع اور تقویٰ وطہارت میں بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ سنت وحدیث کی اشاعت وحفاظت میں ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں کہ امام دارمی نے حدیث کی خدمات واشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت بھی کی اور مخالفین حدیث کا مقابلہ کر کے ان کا زور توڑ دیا۔ احادیث کے متعلق شکوک واعتراضات کا جواب اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کر کے عوام وخواص سب کے دلوں میں ان کی اہمیت وعظمت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت بٹھادی۔ اسی طرح

مختلف حیثیتوں سے انہوں نے علم حدیث و آثار کو فروغ بخشا۔ علمائے رجال لکھتے ہیں کہ امام دارمی نے اپنے وطن سمرقند میں حدیث وسنت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفین حدیث کا قلمع قمع کر دیا۔ فقہی مسلک میں وہ کسی امام کے مذہب سے وابستہ نہ تھے بلکہ اپنے اجتہاد اور تفقہ کے مطابق حدیث وقرآن کی پیروی کرتے تھے۔ امام دارمی صاحب تصانیف تھے، حدیث میں ان کی سنن دارمی مشہور ومعروف کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں سب سے زیادہ اہم اور مستند تسلیم کی جاتی ہیں، ان میں سنن دارمی بھی شامل ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: کتاب او از احسن کتب حدیث است

اس کی اس اہمیت کی بنا پر محدثین اور علمائے فن نے اس کی حدیثوں کو قابل احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے۔ امام دارمی نے ۷۵ برس کی عمر میں ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ھ میں اپنے وطن سمرقند میں رحلت فرمائی۔ امام بخاری کو جب امام دارمی کی وفات کی اطلاع ملی تو فرط غم سے سر جھکا کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: ''اگر تو زندہ ہوتا تو احباب کی مفارقت کے صدمے برداشت کرتا، تیرا صفحۂ ہستی سے معدوم ہونا سب سے زیادہ دردناک سانحہ ہے۔''

تلامذہ: امام بخاری کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ فربری فرماتے ہیں کہ امام صاحب سے براہ راست ۹۰ ہزار آدمیوں نے جامع صحیح بخاری کو سنا تھا۔

ان کے تلامذہ میں بڑے بڑے محدثین اور علمائے اسلام شامل ہیں مثلاً: امام مسلم بن حجاج (۲۶۱ھ)، امام ابوعیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ) امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (۳۰۳ھ)، امام محمد بن یوسف فربری (۳۲۰ھ)، امام صالح بن محمد برزہ (۲۹۳ھ)، امام محمد بن نصر مروزی (۲۹۴ھ)، امام ابو حاتم رازی (۲۷۷ھ)، امام ابراہیم الحربی (۲۸۵ھ)، امام ابوبکر بن ابی عاصم الحافظ الکبیر (۲۸۷ھ)، شیخ الاسلام امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۳۱۱ھ) اور امام ابوعبداللہ حسین بن سہیل المحاملی (۳۳۰ھ)

مولانا محمود الحسن غضنفر ومولانا مسعود الحسن کو صدمہ

مورخہ 20 اگست بروز ہفتہ مولانا محمود الحسن غضنفر رئیس جامعہ محمدیہ چھپڑ بازار چکوال اور مولانا مسعود الحسن کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور دیندار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں میں مولانا محمود الحسن غضنفر نے پڑھائی۔